غلام احمد قادیانی — الہام ۱۳۰۰؁

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵ — رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ — الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL

QADIAN

اخبار

ہفتہ میں تین بار

الفضل

قادیان

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر — غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ — ششماہی ۸ — سہ ماہی ۱۲ — بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۳ ۱۹ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر (۱۹) — مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۲۴ء — یوم شنبہ — مطابق ۲۱ محرم ۱۳۴۳ھ — جلد (۱۲)

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام خاندان میں الحمد للہ ہر طرح سے خیریت ہے (۲) حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے اہل و عیال بھی بخیریت ہیں (۳) حضرت امیر مولوی شیر علی صاحب بخیریت ہیں۔ اور بڑی جانفشانی اور تن دہی سے امارت کے فرائض سر انجام فرما رہے ہیں (۴) جو دو مضامین (ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے لنڈن کانفرنس کے لئے لکھے تھے۔ وہ ہر دو انگریزی میں طبع ہو رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ دس پندرہ دن تک تیار ہو جائینگے۔ کانفرنس کے موقعہ پر اشاعت کے لئے بعض اور کتب بھی طبع کرائی گئی ہیں۔ (۵) حضرت صاحب کے ساتھ جو احباب ولایت تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے اہل و عیال میں الحمد للہ خیریت ہے (۶) قادیان میں کچھ وبائے ہیضہ کی شکایت شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ اسوقت تک دو کیس ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے (۷) حافظ مولوی ابو عبید اللہ غلام رسول صاحب وزیر آبادی مولوی عبید اللہ صاحب شہید ماریشس کی بیوی بچوں کو ماریشس سے واپس

نظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ناتمام کلام

مسلمانوں کی حالتِ زار

یہ نظم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے کچھ عرصہ ہوا۔ کہی تھی۔ جو جہاز پر بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کو سُننے کا موقع ملا۔ اور انہوں نے نقل کر کے بھیجدی،

صید و شکار غم ہے تو مسلم خستہ جان کیوں
اُٹھ گئی سب جہان سے تیرے لئے امان کیوں؟

بیٹھنے کا تو ذکر کیا بھاگنے کو جگہ نہیں
ہو کے فراخ اس قدر تنگ ہُوا جہان کیوں؟

ڈھونڈھتے ہیں تجھی کو کیوں سارے جہاں کے ابتلا
پیستی ہے تجھی کو ہاں گردشِ آسمان کیوں؟

کیوں نہیں پہلی رات کا خواب تری بڑائیاں
قصۂ ماضی ہوئی تیری وہ آن بان کیوں؟

ہاتھ میں کیوں نہیں وہ زور بات میں کیوں نہیں اثر
چھین گئی ہو سیف کیوں کٹ گئی زبان کیوں؟

واسطہ جہل سے پڑا وہم ہُوا رفیقِ دہر
علم کدھر کو چل دیا۔ جاتا رہا بیان کیوں؟

رہتی ہیں بے شمار کیوں تیری تمام محنتیں
سارے جہاں کے ظلم کیوں ٹوٹتے ہیں تجھی پہ آج
تیری زمین ہے رہن کیوں ہاتھ میں گرو سود کے
کسب معاش کی رہیں تیری ہر اک گھڑی ہے جب
کیوں ہیں ہر تیرے قلب پر کفر کی چیرہ دستیاں
خلق ترے کدھر گئے خلق کہ جن پہ ناز تھا
تجھ کو اگر خبر نہیں اسکے سبب کی مجھ سے پوچھ
منبع امن کو جو تو چھوڑ کے دور چل دیا
ہو کے غلام تو نے جب رسم وداد قطع کی

تیری تمام کوششیں جاتی ہیں رائگاں کیوں؟
بڑھ گیا حد صبر سے عرصۂ امتحان کیوں؟
تیری تجارتوں میں ہے صبح و مسا زیان کیوں؟
تیرے عزیز پھر بھی ہیں فاقوں سے نیم جان کیوں؟
دل سے ہوئی ہے تیرے محو خصلت امتنان کیوں؟
دل تیرا کیوں بدل گیا۔ بگڑی تیری زبان کیوں؟
تجھ کو بتاؤں میں کہ برگشتہ ہوا جہان کیوں؟
تیرے لئے جہان میں امن ہو کیوں امان کیوں؟
اس کے غلام در جو ہیں تجھ سے ہوں مہربان کیوں؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا تار

حضرت خلیفۃ المسیح بخیریت اٹلی پہنچ گئے

۱۶ اگست - ۱۱ بجکر ۳۰ منٹ بنام مولوی شیر علی صاحب قادیان - بٹالہ - بمبئی،

(بمبئی لکھا جانے کی وجہ سے یہ تار بمبئی سے بذریعہ ڈاک ۲۰ اگست ملا۔ ورنہ ۱۷ اگست آجاتا)

"برنڈزی (بندرگاہ اٹلی) بخیریت پہنچ گئے۔" (خلیفۃ المسیح)

بیت المقدس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مکتوب گرامی

بنام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

بیت المقدس۔ عزیز مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا تار اور دفتر کا تار بہت دیر سے ملا جس سے تشویش رہی۔ مجھے دو دن سے سخت اسہال ہیں صبح سے چار آچکے ہیں۔ ان علاقوں میں بہت میدان تبلیغ کا معلوم ہوتا ہے۔ کل کونسل کے پریزیڈنٹ سے جو مفتی بھی ہیں (یہ کونسل خود عربوں نے بنائی ہے سب کام خود ہی کر لیتے ہیں۔ گورنمنٹ سے تعلق نہیں رکھا) جانے کی دعوت دی۔ ایک گھنٹہ سے زیادہ مذہبی گفتگو ہوتی رہی۔ کل ہائی کمشنر سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج انہوں نے دوپہر کے کھانے کی دعوت دی ہے۔ ڈیڑھ بجے جانا ہے پانچ بجے دمشق کے لئے روانہ ہونگے انشاء اللہ۔ لوگوں میں عجیب ہلچل معلوم ہوتی ہے اس سفر سے سلسلہ کی عظمت خوب قائم ہو چکی ہے اور امید ہے آئندہ مبلغوں کی باتوں کی طرف لوگ توجہ کرینگے گو بحالات ظاہری کچھ ہو۔ مگر میدان خوب وسیع ہے۔ اب دمشق دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ وہ گورنمنٹ غیر ہے اور آجکل سنا ہے۔ دمشق میں بغاوت ہے۔ آج میں اور خط نہیں لکھ سکا۔ اور ڈاک سنا ہے ابھی جاتی ہے

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

(نوٹ) اس خط پر یروشلم کی ۱۹ اگست ۱۹۲۴ء کی مہر ثبت ہے۔

جماعت احمدیہ کا بےنظیر اخلاص اپنے امام سے

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت و عافیت کیلئے دعا صدقہ و خیرات

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ خط جو ۱۴ اگست کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ پہنچنے پر جس طرح قادیان میں سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہوئی تھی۔ اسی طرح اسکے شائع ہونے پر بیرونی جماعتوں میں بھی اضطراب پیدا ہو گیا۔ اور بعض مقامات پر صدقہ و خیرات کی گئی۔ چنانچہ جماعت احمدیہ سمبڑیال نے دو بکرے ذبح کر کے غربا میں تقسیم کئے۔ جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خان نے دو دیگیں پلاؤ پکا کر غربا کو کھلایا۔ ابھی غربا کھا ہی رہے تھے کہ قادیان سے حضور کی خیریت کی اطلاع پہنچ گئی۔ اس خوشی میں ایک دوست نے احباب میں شیرینی تقسیم کی۔ رکھبور نظلہ کی جماعت کے اکثر اصحاب شب بیدار رہ کر مشغول دعا رہے۔ صبح صدقہ کیا گیا۔ ایک دیگ پلاؤ تیار کرا کر مساکین میں تقسیم کی گئی۔

یہ اس اخلاص اور عقیدت کا نہایت ادنیٰ ثبوت ہے۔ جو جماعت احمدیہ کو اپنے امام سے ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جماعت اپنے امام کے ایک ایک لمحہ کی خیر و عافیت کیلئے کس قدر بے تاب اور مضطرب ہو جاتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر کے متعلق اخبارات کو اطلاع

جناب مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے حسب ذیل تار اردو و انگریزی اخبارات کو بھیجا گیا:۔

امام جماعت احمدیہ کے سفر قاہرہ اور یوروشلم کے کسی قدر تفصیلی حالات موصول ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے ذی اثر اصحاب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے ملاقات کی۔ اور حضور کے ہمراہیوں سے بھی انکی ملاقات ہوئی آپس میں مسائل حاضرہ اور خاصکر مسئلہ خلافت پر تبادلہ خیالات ہوا۔ قاہرہ کے لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ ۱۸ جولائی حضرت خلیفۃ المسیح یروشلم پہنچے۔ اور ۲۰ اگست کو پریزیڈنٹ کونسل نے حضور کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی دی جسمیں شہر کے معززین کو حضور سے ملاقات کرنے کے لئے مدعو کیا۔ پریزیڈنٹ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے متعلق حضور سے بہت دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رکھا۔ ۲۰ اگست فلسطین کے ہائی کمشنر نے حضور کو دعوت پر مدعو کیا۔ اور حضور سے اسلامی دنیا کی موجودہ سیاسی حالات پر اور اہل اسلام کے مفاد کی نگہداشت کے متعلق گفتگو کی۔ اطلاع ملی ہے کہ حضور کے اس سفر نے یوروشلم کے لوگوں میں ہلچل پیدا کر دی ہے۔ یوروشلم سے حضور ۲۳ اگست دمشق تشریف لے گئے۔ لیکن اس سفر کی تفصیل تا حال موصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۳ اگست ۱۹۲۴ء

فدا کارانِ اسلام کے آلام و مصائب

احمدیانِ کابل کی داستانِ مظلومیت

(نمبر ۱)

اسلام دُنیا میں امن اور سلامتی کا علَم لے کر آیا۔ فتنوں اور فسادوں کے مٹانے کے لئے صفحۂ عالم پر رونما ہوا قتل و غارت اور جنگ و جدل کو دور کرنے کے لئے ظہور پذیر ہوا۔ اور اس نے صاف اور واضح الفاظ میں دنیا کے سامنے مسلمانوں کی تخلیق کی یہ غرض بیان کی۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ کہ تمام روئے زمین پر مسلمان ہی ایک ایسی بہترین جماعت ہے۔ جو لوگوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے پیدا کی گئی ہے اور جس کا کام یہ ہے۔ کہ لوگوں کو نیک کاموں کے کرنے اور بُرے کاموں سے بچنے کی تلقین کرے۔ تاکہ لوگ گندوں اور ناپاکیوں سے نکلکر اس پاک ہستی کے حقیقی عبد بنجائیں جس نے انہیں پیدا کیا۔ اور ان پر بے شمار انعام و اکرام کئے ۔

جن لوگوں کی زندگی کا ایسا پاک اور نافع الناس مقصد خود خدا تعالیٰ قرار دے۔ جو اپنے لئے نہیں۔ بلکہ دُنیا کی بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہوں۔ جنہوں نے اپنے آرام و آسائش کو لوگوں کی تکلیفوں کے لئے قربان کر دینا اپنا فرض سمجھا ہو۔ جن کے مدّ نظر ہر وقت شر و فساد کو دور کرنا اور مخلوق خدا کو آرام پہنچانا ہو۔ اور جو عملی طور پر جان و دل سے اس فرض کی ادائگی میں لگے رہے ہوں۔ ان کے متعلق بظاہر حالات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ دوسروں کی بھلائی چاہنے اور ان کی بہتری میں مشغول ہونے کے جرم میں ان پر ظلم و ستم کئے گئے ہوں۔ دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے بدلہ میں انہیں تہ تیغ کیا گیا ہو۔ اور لوگوں کو گمراہی کے گڑھے سے نکالکر محبوب ازلی کی طرف رہنمائی کرنے کی پاداش میں ان کے سر تن سے جدا کئے گئے ہوں ۔

لیکن دنیا جانتی ہے۔ اور تاریخ کے صفحات ان خونین واقعات سے سرخ نظر آرہے ہیں۔ جو فدا کاران اسلام کو ابتدائے زمانہ اسلام میں پیش آئے۔ ایک دو نے نہیں۔ بیسیوں اور سینکڑوں انسانوں نے پروانوں کی طرح اپنے آپ کو اسلام پر قربان کر دیا۔ اور اپنے خون سے صداقت اور حقانیت کے اس نازک ترین پودہ کو سینچا۔ جو عرب کے ریگستان میں جہاں رُوحانی پانی کی بھی اسی طرح کمی تھی جس طرح عام پانی کی۔ لگایا گیا تھا۔ اور نور الٰہی کی اس مقدس ترین شمع کو خطرناک آندھیوں سے بچانے کے لئے اس کے اردگرد اپنے جسموں کی دیوار چن دی ۔

کون ہے۔ جس کی آنکھیں ان واقعات کو سُنکر لہو کے آنسو نہ بہائیں۔ جو اس فخر موجودات کو پیش آئے جس کی اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے متعلق ہمدردی اور بیقراری اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ جس کا نقشہ علیم بذات الصدور ہستی نے اس طرح کھینچا ہے۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ (۲۶-۴) کہ کیا تو ان لوگوں کی خاطر اپنی جان کو ہلاک کر لیگا۔ اور کون ہے۔ جس کے ان دردناک حالات کو پڑھکر رونگٹے نہ کھڑے ہو جائیں۔ جو اس خیر خواہ انام ہستی کے شیدائیوں کو پیش آئے۔ جنہوں نے اس سے پہلا سبق ہی یہ پڑھا۔ کہ مخلوق الٰہی کے لئے جس قدر درد اور کرب مجھے ہے۔ تم بھی اسی طرح پیدا کرو۔ اور اسی کے مطابق اپنے عمل بناؤ۔ چنانچہ اس سبق کو انہوں نے ایسا یاد کیا کہ اس سے بہتر یاد کرنا ناممکن تھا ۔

دشمنوں کے دردانگیز اور رُوح فرسا مظالم اور جفاکاریوں کے مقابلہ میں اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساری ساری رات اندھی اور بہری دنیا کو رُوحانی آنکھیں اور کان عطا ہونے کے لئے۔ اسے آگ کے گڑھے سے بچانے کے لئے اور انسانیت کی اصل غرض و غایت کو پورا کرنے کی سعادت پانے کے لئے تڑپ تڑپ کر خدا تعالیٰ کے حضور التجائیں اور دعائیں کرتے تھے۔ اور دن کو ہمہ تن ان لوگوں کو برائیوں سے روکنے اور بھلائیوں کے کرنے کی تلقین کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ تو آپ کے خدام بھی تلواروں کی دھاروں۔ نیزوں کی انیوں اور تپتی ہوئی ریگ کے ذروں پر دعوت حق کا ہی فرض ادا کرتے رہتے تھے۔ ہر قسم کے دُکھ اور تمام قسم کے مصائب ان کے حوصلوں کو پست اُن کے دلوں کو کمزور اور ان کے چہروں کو پژمردہ نہیں کر سکتے تھے بلکہ جوں جوں مخالفین کے ظلم و ستم بڑھتے چلے۔ اور ان کی جفاکاریوں میں ترقی ہوتی جاتی تھی۔ توں توں ان کے دلوں میں ہمدردی اور غمگساری کا مادہ بڑھتا جاتا تھا۔ اور وہ اپنی کوششوں اور سرفروشیوں میں اور زیادہ ترقی کرتے جاتے تھے

بالآخر کیا نتیجہ ہُوا۔ کیا ان کی قربانیاں بیکار ثابت ہوئیں کیا ان کی جان نثاریاں رائگاں گئیں۔ کیا ان کا ایثار اور فدا کاری نے عظیم الشان انقلاب نہ پیدا کر دیا۔ اور وہ اپنے مدعا اور مقصد میں کامیاب نہ ہو گئے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ساری دنیا نے دیکھا۔ اور خوب اچھی طرح دیکھا۔ کہ تمام دشمنوں کے مقابلہ میں وہی انسان کامیاب ہُوا جو بالکل تن تنہا سب کے سامنے کھڑے ہُوا تھا۔ اور اس کے وہی ساتھی جیتے۔ جن کی کوئی ہستی نہ سمجھی جاتی تھی۔ دشمن باوجود اپنی کثرت اور اپنے ساز سامان کے ناکام و نامراد رہے۔ ان کے ظلم و ستم مسلمانوں کا کچھ بگاڑنے کی بجائے ان کی ترقی اور برتری کا باعث ہوئے۔ ان کی جفاکاریاں مسلمانوں کو مٹانے کی بجائے خود ان کے مٹنے کا باعث ہوگئیں۔ اور جب علیم و حکیم خدا نے جو سب سے زیادہ طاقتور اور جس کے قبضہ قدرت میں تمام طاقتیں ہیں دیکھ لیا کہ دشمنان حق کی شرارتیں اور بدکرداریاں انتہا کو پہنچ گئی ہیں۔ تو اس نے ان کا تختہ الٹ دیا۔ اور وہ جنہیں جو کمزور سمجھا جاتا تھا۔ اور سمجھا ہی نہ جاتا تھا۔ بلکہ فی الواقعہ کمزور تھو بھی۔ انہیں ان کے نیک ارادوں اور نیک اعمال کی وجہ سے اتنا طاقتور بنا دیا۔ کہ کسی کو ان کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ رہی ۔

مسلمانوں کو ساری دنیا میں یہ تفوق اور یہ برتری اس وقت تک حاصل رہی۔ جب تک کہ وہ مسلمان رہے۔ اور ان صفات سے متصف رہے۔ جو ان کی اس غرض پیدایش کو پورا کرنے والی تھیں کہ تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ لیکن جب اپنی بدبختی سے وہ دوسروں کے متعلق اس فرض کو ادا کرنے کی بجائے اپنے نفس کے متعلق بھی اسے پُورا نہ کر سکے۔ تو اسی طرح تحت الثریٰ میں گرائے گئے۔ جس طرح ان سے پہلے لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے گرائے جا چکے تھے۔ اور آج وہ زمانہ ہے۔ جبکہ مسلمان اپنے موہنوں سے اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ اسلام کا ان میں

نام ونشان نہیں رہا۔ وہ اسلام سے دور اور اسلام ان سے دور ہو گیا ہے۔ اور اس وقت کسی ایسے مصلح کی ضرورت ہے۔ جو اسلام کو لوگوں کے دلوں میں قائم کرے۔

ایسی خطرناک حالت میں خدا تعالیٰ نے اس موعود کو مبعوث فرمایا جس کا وعدہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا۔ تاکہ اسلام دوبارہ اس کے ذریعہ زندہ ہو۔ اور دنیا میں اسی آب وتاب کے ساتھ پھر چمکے۔ جس سے پہلی دفعہ چمکا۔ تاکہ راہ صداقت سے بھٹکے ہوئے لوگ صراط مستقیم پائیں۔ فتنہ و فساد دور ہو۔ اور امن وسلامتی کا دور دورہ ہو۔

اس برگزیدۂ خدا نے دنیا میں آکر جب لوگوں کو گمراہیوں اور بدکرداریوں سے باز رکھنے اور خدا تعالیٰ کے حقیقی عبد بننے کے لئے کہا۔ تو دنیا اسی طرح اس کے درپے آزار ہو گئی۔ جس طرح ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی ہوتی رہی ہے۔ ظلمت کے فرزندوں اور ناراستی کے دلدادوں نے اسے دکھ اور تکالیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ گالیوں اور بدزبانیوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ قتل تک کے منصوبے کئے گئے۔ جھوٹے مقدمات بنا کر قانون کی زد میں لانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن خدا نے ہر موقع اور ہر میدان میں اپنے اس ارشاد کے ماتحت کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی آپ کو کامیاب وکامران کیا۔ اور آپ کے دشمنوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لیکن اس سے ان کے مخالفانہ جوشوں اور کینوں میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ کے علاوہ آپ کے ماننے والوں پر بھی ظلم وستم کرنے لگے۔ قریباً ہر جگہ اور ہر مقام پر جماعت احمدیہ کے نہایت امن پسند اور اسلامی تعلیم واخلاق کے پورے پورے پابند لوگوں سے نہایت وحشیانہ اور ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ بہتوں کو گھروں سے نکال دیا گیا۔ بہتوں کو بیوی بچوں سے جدا کر دیا گیا۔ بہتوں کو مال واملاک سے بے دخل کر دیا گیا۔ بہتوں کو بدنی اور جانی تکالیف پہنچائی گئیں۔

یہ سب کچھ ہوا۔ اور اب تک ہو رہا ہے۔ جسے احمدی اصحاب نہایت صبر وشکر کے ساتھ برداشت کر رہے اور عملی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ دیتے رہیں گے۔ کیونکہ ان کے پائے ثبات کو کوئی چیز ہلا نہیں سکتی۔ لیکن اس وقت تک احمدیت کی تاریخ میں سب سے زیادہ دردناک اور روح فرسا مظلومیت کی مثال سرزمین کابل کے اندوہناک واقعات ہیں جہاں نہایت معتدد اور قابل احترام ہستیوں کو محض اس لئے زمین میں زندہ گاڑ کر اور پتھر مار مار کر شہید کر دیا گیا۔ کہ انہوں نے کیوں خدا تعالیٰ کے سچے اور راستباز فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کی توفیق پائی۔ اور کیوں وہ اس راہ حق پر قائم ہو گئے۔ جس پر خدا تعالیٰ ساری دنیا کو قائم کرنا چاہتا ہے

حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید اور ان کے جان نثار شاگرد صرف عقائد کے اختلاف کی وجہ سے کابل میں جس ظلم اور جفاکاری کا شکار ہوئے۔ اس کے کبھی نہ مٹنے والے دھبے اس ملک کے تمام در ودیوار پر چمک رہے ہیں اور ایک خوفناک مستقبل کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ لیکن افسوس اور صد افسوس کہ اپنے اس رویہ میں اصلاح کر کے انہیں مدھم کرنے اور ان کی عقوبت سے بچنے کی کوشش کرنے کی بجائے روز بروز انہیں زیادہ چمکایا جا رہا ہے۔ اور کوئی دن نہیں گذرتا۔ جس میں بے گناہ احمدیوں کی مظلومیت میں اضافہ نہیں کیا جاتا حالانکہ جس امن پسندی اور حکومت کی اطاعت شعاری کا وہ ثبوت دے رہے ہیں۔ اس کی مثال اور کوئی نہیں پیش کر سکتا۔

ایک مسلمان حکومت میں اور ایک مسلمان حکمران کے ماتحت جس کا دعویٰ ہو۔ کہ اس نے ہر مذہب وملت کے لوگوں کو آزادی دے رکھی ہے۔ جس کی سلطنت میں غیر مذاہب کے لوگ آرام واطمینان سے بستے بلکہ بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہوں۔ اس کی رعایا اور نہایت وفادار اور جان نثار رعایا ہو کر اسلام کے سچے متبع بن کر۔ فتنہ وفساد۔ شورش وبغاوت کی تمام راہوں سے بچ کر رہنے والے احمدیوں کو چین نصیب نہیں ہے وہ ایک طرف تو عوام کی وحشت اور درندگی کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے مال لوٹ لئے جاتے ہیں۔ ان کی کھیت تباہ کر دئے جاتے ہیں۔ ان کے جانور چرا لئے جاتے ہیں۔ ان کی جانیں لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور دوسری طرف حکومت کا آہنی پنجہ بھی انہی مظلوموں کے لئے دراز ہوتا ہے۔ اور انہی بے کسوں پر زور آزمائی کی جاتی ہے چنانچہ اس وقت تک کئی بے گناہ احمدی صرف اس لئے گرفتار کر کے زندان بلا میں ڈالے گئے۔ کہ وہ کیوں احمدی ہوئے۔ اور بعض جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ہی جام شہادت پی چکے ہیں۔

امام مہدی کے منتظر مسلمان

پیلی بھیت کے ایک شخص نے کمشنر صاحب بہادر بریلی کو حسب ذیل چٹھی لکھی ہے :-

"جناب عالی! گذارش ہے کہ وہ لڑکا جس کو مہدی آخر الزمان کہتے ہیں۔ وہ اسوقت خدا نے ہمارے گھر میں پیدا کیا ہے۔ اور اسکی عمر پندرہ سولہ ماہ کی ہو گئی ہے۔ آیندہ کوئی دوسرا امام مہدی پیدا نہ ہو گا۔ اس کو سوائے میرے اور حضرت عیسیٰ کے اور کوئی بشر دنیا میں شناخت نہیں کر سکتا۔ اب اس کی پیدائش ہو گئی ہے۔ اب اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر آوینگے۔ اور وہ انکو اپنے ہمراہ رکھیں گے۔ میں انکی اطلاع صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر ضلع کو دے چکا ہوں۔ چند سال بعد دنیا کا رنگ بدلنے والا ہے۔ جس کا اظہار ہر خاص وعام کے سامنے نہیں کر سکتا ہوں۔ جو واقعات پیش آنیوالے ہیں۔ وہ حضور کے روبرو بیان کرونگا۔ بوجہ غریبی اور مفلسی کے اس کا اظہار کرتا ہوں۔ ورنہ اسکی جوانی تک اس کا حال ظاہر نہ کرتا۔ جو واجب تھا عرض کیا۔"

ہمارے نزدیک کمشنر صاحب کی بجائے اگر یہ درخواست ان مسلمانوں کے سامنے پیش کی جاتی۔ جو امام مہدی کے منتظر ہیں۔ تو شاید غریبی اور مفلسی جلد دور ہو سکتی۔ کیونکہ وہ بیچارے اب مسیح اور مہدی کا انتظار کرتے کرتے ناامید ہو چکے ہیں۔ اگر انہیں اپنی امید کے بر آنے کی کوئی صورت نظر آئے۔ اور اس میں صرف "غریبی اور مفلسی" ہی روک ہو۔ تو اس کا دور کرنا ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔ کمشنر صاحب بہادر کو اس بارہ میں نہ تو کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اور نہ وہ توقعات جو مسلمانوں کو امام مہدی سے ہیں ایسی ہیں کہ وہ ان سے واقف ہوتے ہوئے اس کی طرف توجہ کر سکیں۔ کیونکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی آکر تمام غیر مذاہب کے لوگوں کو جن میں عیسائی بھی شامل ہیں تلوار سے ہلاک کر دینگے۔ اور تمام روئے زمین پر کوئی ایک بھی غیر مذہب کا آدمی نہیں رہنے دینگے۔ لیکن اگر ان صاحب سے یہ غلطی ہو گئی ہے کہ انہوں نے اپنے گھر امام مہدی کے پیدا ہونے کی اطلاع کمشنر صاحب بہادر کو دی ہے۔ جہاں سے محکمہ پولیس میں برائے تفتیش بھیجدی گئی ہے۔ تو ان مسلمانوں کو جو امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کے انتظار میں گھڑیاں گن گن کر گذار رہے ہیں۔ بہت جلدی ادھر متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ صرف صاحب مذکور کی تنگدستی اور غریبی کے انسداد کا انتظام کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس بچہ کو اپنی تحویل میں لے لینا چاہیئے۔ سچے مسیح اور مہدی کے انکار کرنیوالوں کو اسی قسم کے مہدی میسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ جمعہ

ہر احمدی کی زندگی کا مقصد

از حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہند
فرمودہ ۸ اگست ۱۹۲۴ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد یہ آیات پڑھیں:۔

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ ۝

مامور کو شناخت کرنیوالے لوگ

یہ آیات کریمہ جو میں نے ابھی پڑھی ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور آتا ہے۔ تو اسکو وہی لوگ پہچانتے ہیں۔ جو دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔ اور جن کی روحانی بینائی قائم ہوتی ہے۔ لیکن جو لوگ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنا نور قلب کھو بیٹھتے ہیں۔ وہ اس مامور کو نہیں پہچانتے۔ وہ اندھے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ جو کہ خدا کے مامور کو شناخت کر لیتے ہیں۔ ان کی چند صفتیں ان آیات میں بیان کی گئی ہیں ؎

ایفائے عہد

ان لوگوں کی جو کہ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو پہچان کر تسلیم کر لیتے ہیں۔ پہلی صفت یہ ہے۔ کہ وہ لوگ اس عہد کو جو وہ خدا سے کرتے ہیں۔ پورا کرتے ہیں۔ اور نہ صرف اسی عہد کو پورا کرتے ہیں جو وہ خدا سے کرتے ہیں۔ بلکہ ہر ایک عہد کو جو وہ کسی سے کرتے ہیں اسے ضرور پورا کرتے ہیں ؎

تعلق پیدا کرنا

دوسری صفت ان لوگوں کی جو دل کی آنکھیں اور نور قلب رکھتے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو شناخت کر لیتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہیں۔ جن کے ساتھ خدا تعالیٰ نے تعلق پیدا کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ فقرہ ایک جامع فقرہ ہے۔ اور اس میں بہت سے تعلقات کا مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو مامور وقت کو شناخت کرتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ جن کے حقوق ادا کرنے کے متعلق خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اس میں تمام وہ تعلق آ گئے۔ جو انسان کو قائم کرنے چاہئیں۔ اور انہیں سے خدا تعالیٰ کا وجود تعلق پیدا کرنے کے لحاظ سے سب سے مقدم ہے کیونکہ وہی منبع فیوض ہے۔ اسی لئے سب سے پہلے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا حکم ہے۔ پس ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے۔

خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا طریق

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کن باتوں سے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی صورت میں خدا تعالیٰ کے ساتھ انسان کا تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ جب وہ اس کے ساتھ کسی اور ہستی کو شریک نہ کرے۔ اور نہ ہی کسی اور ہستی کی خدا تعالیٰ کے سوا عبادت کرے۔ اور نہ ہی خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور ہستی کو عالم الغیب جانے۔ اور نہ ہی کسی اور ہستی کو خدا تعالیٰ کے سوا قادر مطلق مانے۔ اور نہ ہی کسی اور ہستی کو خدا تعالیٰ کے مقابل میں کچھ سمجھے۔ اور نہ ہی کسی اور ہستی سے خدا تعالیٰ کے سوا اپنی حاجات کو طلب کرے۔ جیسا کہ آج کل کے جاہل قبروں کو سجدے کرتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ پیروں کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ یہ تمام شرک کی باتیں ہیں۔ اور یہ ایسے شرک ہیں۔ جو موٹی قسم کے شرک ہیں ؎

باریک قسم کا شرک

لیکن ایک اور قسم کا بھی شرک ہوتا ہے۔ اور وہ باریک قسم کا شرک ہے۔ جسے موٹی سمجھ کے انسان نہیں سمجھ سکتے۔ مگر وہ بھی شرک میں ہی شمار ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان کسی شخص کی ذات پر خدا تعالیٰ سے بڑھ کر بھروسہ کرے یا کسی سامان پر اتنا بھروسہ کرے۔ کہ اسی کو اپنا رازق سمجھے۔ اور یہ سمجھے کہ بس یہ سامان ہی میری زندگی کا باعث ہے۔ اگر یہ مفقود ہو گیا۔ تو میری زندگی دشوار ہو جائیگی۔ ایسے لوگ سامان کے نہ ہونے پر مایوس ہو جاتے ہیں۔ اور اسقدر مایوس ہو جاتے ہیں کہ بعض اوقات خودکشی کر لیتے ہیں۔ پس سامان پر ایسا بھروسہ بھی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس باریک قسم کے شرک سے بھی بچائے۔

خدا پر بھروسہ ہو

قادیان میں جب مولوی عبدالکریم صاحب بیمار ہوئے۔ تو اس محبت کی وجہ سے جو حضرت مسیح موعود کو ان سے تھی۔ اور اس وجہ سے کہ ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کا لیڈر رکھا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود کو بہت گھبراہٹ ہوئی اور آپ نے بہت دعا کی۔ تب خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم۔ کہ اے لوگو! اسی خدا کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہاری تربیت کی ہے۔ یعنی چھوٹے سے بڑا کیا ہے پس اسی کو تم اپنا متکفل اور کارساز سمجھو۔ اور اسی پر بھروسہ رکھو اس الہام میں مولوی صاحب کی وفات کی طرف اشارہ تھا۔ اور بتلایا گیا تھا کہ مولوی صاحب کی وفات پر یہ نہ سمجھنا کہ سلسلے کا اب کوئی متکفل نہیں رہا۔ یہ خیال تمہارے دل میں ہرگز نہ گذرے۔ کیونکہ خدا ہی کا یہ سلسلہ ہے۔ اور وہی اس کا متکفل ہے۔ پس خدا ہی پر بھروسہ رکھو ؎

حضرت مسیح موعود کا وصال

اسی طرح حضرت مسیح موعود کے آخری ایام میں یہ وحی ہوئی کہ ڈرو مت مومنو! اور پھر یہ الہام ہوا:۔ الرحیل ثم الرحیل یعنی اب وقت قریب ہے کہ مسیح موعود تم میں سے چلا جائے مگر تم اس کے چلے جانے پر ہرگز ہرگز نہ گھبرانا اور نہ خوف کھانا۔ کیونکہ خدا کا ہی یہ سلسلہ ہے۔ اور اسی نے دنیا کے قیام کے لئے مسیح موعود کو بھیجا تھا۔ پس جب مسیح موعود تم میں سے چلا جائے تو گھبرانا نہیں۔ کیونکہ جس کا یہ سلسلہ ہے وہ اس کی حفاظت کریگا۔ اور وہی اس کا متکفل ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال

اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ ابھی تو بہت کام پڑا ہے۔ ابھی تو پورے طور پر اشاعت اسلام بھی نہیں ہوئی۔ اور اسلام کی تعلیم سے شام و ایران خالی ہیں۔ اس لئے آپ کو اسوقت نہیں مرنا چاہیئے تھا۔ اور یہ خیال اسقدر پھیلا کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی اس خیال میں مستغرق ہوئے ہوئے تھے کہ کہتے۔ جو کوئی یہ کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ میں اسکی گردن اتار دونگا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کو اس بات کا علم ہوا۔ تو آپ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کپڑا اٹھا کر آپ کو بوسہ دیا۔ اور باہر نکلکر لوگوں میں جا کر خطبہ پڑھا جسمیں کہا۔ من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حیٌّ لا یموت۔ یعنی جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے ہی اسلام کی حیات سمجھتا تھا۔ اور آپکے وجود کی وجہ سے ہی اس کا بھروسہ تھا کہ آپ ہی اسلام کے متکفل ہیں یعنی دوسرے رنگ میں اس کا یہ خیال تھا گویا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عبادت کرتا تھا۔ تو اس کو سن لینا چاہیئے کہ آپ وفات پا گئے ہیں لیکن وہ شخص جو خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے۔ اور اسلام کو

اسی کا سمجھتا ہے۔ اور کسی اور شے پر خدا کے سوا اس کا بھروسہ نہیں۔ تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ زندہ ہے۔ اور وہ کبھی نہیں مرے گا پس وہ جیسا کہ پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت حفاظت کرتا تھا۔ اب بھی کرے گا۔ کیونکہ اسلام اسی کا ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے ہیں۔ لیکن اسلام آپ کے وفات پانے کے ساتھ مٹ نہیں جائے گا۔ بلکہ ترقی کرے گا۔ کیونکہ اس کا تعلق خدا تعالےٰ سے ہے۔ جو حی اور قیوم ہے۔ اور وہی اس کا کارساز ہے۔ پس پہلی بات جس کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ انسان خدا پر ہی بھروسہ کرے۔

تعلق باللہ کا دوسرا ذریعہ ایک اور ذریعہ جس سے کہ بندہ اور خدا تعالےٰ میں تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کے احسان ہر وقت یاد کرتا رہے۔ اور ہر وقت اس کی تعریف زبان پر جاری ہو۔ احسانوں کے یاد کرنے سے بھی خدا تعالےٰ کی محبت انسان کے دل میں گڑ جاتی ہے۔ اور اس سے اس کا خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

تعلق باللہ کا تیسرا ذریعہ پھر ایک اور ذریعہ ہے۔ جس سے بندہ اور خدا تعالےٰ میں تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ [illegible] تنگی اور تکلیف کے وقت نہ گھبرائے۔ اور تنگی کو صبر اور شکر کے ساتھ برداشت کرتا رہے۔ ہر دم خدا تعالےٰ کو ہی یاد کرتا رہے۔ اور اسی کی تعریف اس کے منہ سے نکلتی رہے۔ اور ہر وقت اسی کا شکر کرتا رہے۔ اس سے بندے اور خدا کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے۔ وہ بڑھ جاتا ہے۔

تمام انبیاء کو ماننا اللہ تعالےٰ کے وجود سے تعلق پیدا کرنے کے بعد دوسرا وجود جس سے تعلق پیدا کرنے کا حکم ہے۔ وہ رسولوں کا وجود ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اپنے تعلق کے بعد جو حکم خدا تعالےٰ نے دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم سب رسولوں پر ایمان لائیں۔ یہ نہ کریں۔ کہ بعض کو تو مان لیں۔ اور بعض کا انکار کر دیں۔ اور یہ نہ ہمیں کہ نومن ببعض و نکفر ببعض یعنی بعض کو تو تسلیم کر لیں۔ اور بعض کا انکار کر دیں۔ بلکہ ہمیں سب رسولوں کو ماننا چاہیئے۔ کیونکہ وہ شخص جو بعض کو مانتا ہے۔ اور بعض کا انکار کرتا ہے۔ وہ بھی خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ پس ہمیں تمام انبیاء کو ماننا چاہیئے۔ اور ان سے تعلق پیدا کرنا چاہیئے۔

نبی کیساتھ تعلق پیدا کرنیکا طریق اب یہ سوال ہوتا ہے کہ نبی کے ساتھ کس طرح تعلق قایم ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دس شرائط بیعت میں فرما دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "دسویں شرط بیعت کی یہ ہے۔ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قایم رہے گا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلےٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو" یعنی آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری ایسی کی جائے۔ اور آپ کے ساتھ ایسا تعلق وفاداری اور اخلاص کا پیدا کیا جائے۔ کہ دنیا میں اس تعلق کی کوئی مثال نہ ہو۔ یعنی تم نبی کی اطاعت محض اللہ کیلئے کرو۔ اور اس لیے اسکی فرمانبرداری کرو۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کا نمایندہ ہے۔ تمہارے اطاعت کرنے سے نبی کو کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ تمہارا ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے تمہارا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ قایم ہو سکتا ہے۔ اور اس تعلق کے قایم ہونے کی وجہ سے تمہارا تزکیہ نفوس ہوتا ہے۔ جو کہ انبیاء کی بعثت کی غرض ہوتی ہے۔ اور یہ غرض بغیر تعلق پیدا کرنے اور اطاعت کامل کرنے کے پوری نہیں ہو سکتی۔ پس تم نبی سے تعلق پیدا کرو۔ تا یہ غرض پوری ہو۔

انبیاء کی مثال انبیاء ایک درخت کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ان کے متبعین اس درخت کی شاخیں ہوتی ہیں۔ پس جس طرح شاخوں کا تعلق درخت کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کا نشو و نما اور ان کا قیام اسی درخت کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارا تعلق نبی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ہمارا پورا تعلق نبی کے ساتھ نہ ہو۔ تو ہماری مثال اس شاخ کی طرح ہو گی۔ جو درخت سے الگ ہو۔ اور الگ ہونے کی وجہ سے سوکھ جائے۔ اور اس قابل ہو کہ آگ میں ڈال دی جائے۔ پس پہلی بات جو میں نے بیان کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی رضا پر راضی رہو۔ اور کسی قسم کا شرک نہ کرو۔ اور تنگی اور تکلیف کے وقت خدا تعالےٰ کو نہ بھولو۔ اور دوسری بات جو میں نے کہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ رسولوں کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کرو۔ کہ اس تعلق کی نظیر دنیا میں کہیں نہ پائی جائے۔ خدا تعالےٰ ہمیں ایسا تعلق پیدا کرنے کی توفیق دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کیلئے دعا ایک اور بات جو میں اس وقت کہنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم اس وقت تنہا ہیں۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہم میں موجود نہیں۔ آپ انگلستان میں تبلیغی سکیم تجویز کرنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے ہم کو ان کے سفر کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ اور آپ کے ذریعہ اسلام کا نور یورپ میں پھیلائے۔ ہمیں بہت بہت دعائیں ان کے لئے کرنی چاہئیں۔ کیونکہ دعائیں کرنے سے ہی ہم ان کے جہاد میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے ثواب سے حصہ لے سکتے ہیں۔

جماعت کیلئے دعا اس کے بعد جماعت کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ کہ آپس میں جھگڑا نہ ہو۔ اور جماعت اتفاق و محبت سے رہے۔ پھر بیماروں کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب حضرت صاحب یہاں ہوتے تھے۔ تو بیمار ان کو دعا کے لئے لکھ دیا کرتے تھے۔ اور آپ دعا کیا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ اب وہ یہاں نہیں ہیں۔ جنہیں وہ لکھ سکیں۔ اس لئے ان کے لئے سب جماعت کو دعا کرنی چاہیئے۔ پھر بے روزگاروں کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ انہیں روزگار دے۔ پھر بعض لوگ مقدمات میں مبتلا ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان پر اپنا فضل کرے۔ پھر نعمت اللہ خاں کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو قید سے جلد رہا کرے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جو کسی کے لئے دعا کرتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ پس ہم کو اس لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ کہ ہمارے لئے فرشتے دعا کریں۔ ایک اور بات جو میں کہنی چاہتا ہوں۔ یہ ہے کہ ایک صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں۔ وہ پہلے خلافت کمیٹی کے پرجوش کارکن تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے انہیں رویاء کے ذریعہ سے سلسلہ کی صداقت بتائی ہے۔ نماز کے بعد وہ دس پندرہ منٹ تک اپنے خیالات کا اظہار کرینگے۔ جو دوست بیٹھ سکتے ہوں۔ وہ بیٹھیں۔ اور ان کے خیالات سنیں۔

اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا اعلان

بخدمت جمیع احباب جو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طالب علم رہ چکے ہیں۔ گذارش ہے۔ کہ وہ خاکسار کو اپنے مستقل اور عارضی دونوں قسم کے پتوں سے جلد سے جلد مطلع فرما دیں۔ نیز احباب سے یہ بھی استدعا ہے۔ کہ اگر کسی صاحب کو کسی ایسے دوست کا پتہ ہو۔ جن کی نسبت خیال کیا جا سکے۔ کہ وہ کسی مجبوری کی وجہ سے اطلاع نہیں دے سکتے۔ تو ان کا پتہ بھی مجھے ارسال کر دیا جائے۔

خاکسار۔ گل محمد خاں بی۔ اے۔ علیگ۔ جنرل سیکرٹری تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن۔ قادیان

سفر یورپ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے کچھ اور حالات

اقتباس از خط بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی

مکرم بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی نے جنہیں خدا تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے سفر یورپ میں بحری تکلیف سے بچا کر خاص طور پر خدمات کا موقع دیا۔ باوجود اپنی اس بے حد مصروفیت کے جو تمام قافلہ کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے احباب کی تیمارداری اور دوسرے کام کرنے میں انہیں رہی۔ نہایت تفصیل سے حالات سفر لکھے۔ اور بہت سی ایسی باتیں بیان کی ہیں جن کا ذکر کسی اور رپورٹ میں نہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء ؛

احباب کرام کی دلچسپی اور آگاہی کے لئے ان کے خط کا جو افسوس ہے کہ کئی دن کے بعد مجھے پڑھنے کے لئے ملا ضروری اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

خان عبد المجید خانصاحب کی اخلاص مندی جب ریاست کپورتھلہ کے پرانے اور مخلص احمدی خاندان منشی محمد خانصاحب مرحوم کے نونہال عبد المجید خاں صاحب مجسٹریٹ نے پنڈت سری ناتھ صاحب کو (جن کا مکان متصل مسجد اقصیٰ بڑی عمارت کی صورت میں ہے) امرتسر تک پیشوائی کے لئے بھیجا ہوا تھا۔ اور ایک نقشہ ترتیب وار فوٹوگرافوں کا بنا کر روانہ کیا تھا۔ تاکہ اسٹیشن پر اتر کر ترتیب دینے میں دیر نہ ہو۔ اور جلدی سے فوٹو لیا جا سکے۔ چنانچہ گاڑی جب بیاس ریلوے سٹیشن پر پہونچی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ان کی درخواست پر فوٹو کے واسطے تشریف لے گئے۔ جہاں حضور کے تین مختلف فوٹو لئے گئے۔

جماعت احمدیہ لدھانہ کی دریا دلی سات بجے کے بعد گاڑی لدھانہ پہنچی۔ یہاں علاوہ شہر کی جماعت کے دیہات اور گردو پیش کے مخلص بھی جمع تھے جماعت لدھانہ نے اس خوشی میں تمام ٹرین پر برف اور دودھ کا شربت تقسیم کیا۔ پھولوں کے ہار تو ہر جگہ سے ملتے ہی چلے آئے تھے

جماعت احمدیہ جالندھر کی مہمان نوازی جالندھر کے سٹیشن پر جماعت نے سوڈا برف اور خاص ہوشیارپور کے آموں سے دوستوں کی تواضع کی ؛

جماعت غوث گڑھ کھنہ کے سٹیشن پر مکرمی منشی عبد اللہ صاحب سنوری کی تیار کردہ جماعت غوث گڑھ سے ۱۸ میل کا سفر پیدل طے کر کے حاضر ہوئی تھی۔

ایک احمدی خاتون کی جاں نثاری ایک چھوٹے سے سٹیشن پر صرف دو عورتیں اور دو تین بچے پروانہ وار حضرت کی زیارت کیلئے موجود تھے۔ ہماری گاڑی چونکہ سب سے پیچھے تھی۔ اس وجہ سے اکثر پلیٹ فارم سے باہر ہی کھڑی ہوا کرتی تھی۔ اس وجہ سے دوستوں کو ملاقات میں گو نہ دقت بھی ہوتی تھی۔ مگر یہاں تو ایک عورت نے بڑی بہادری دکھائی۔ گاڑی کی روانگی کا وسل ہو چکا تھا۔ دوستوں نے روکا۔ کہ گاڑی چلنے والی ہے۔ نیچے سے ہی سلام کر لو۔ مگر اس نے ایک نہ سنی۔ اور برقعہ اوڑھے گاڑی پر چڑھ کر حضور کی خدمت میں پہونچی۔ ادھر گاڑی روانہ ہو گئی۔ عورت نے اترنے کی کوشش کی۔ اور چلتی گاڑی سے کود پڑی۔ قریب تھا۔ کہ سر پھٹ جاتا۔ اور تمام بدن لہو لہان ہو جاتا ہے۔ مگر ایک احمدی دوست نے لپک کر بچا لیا۔

خوش آمدید کا شاندار جھنڈا دہلی کی احمدی جماعت نے ایک شاندار ویلکم کا جھنڈا ابھار رکھا تھا۔ اور پلیٹ فارم پر استقبال کے لئے حاضر تھی۔ فوٹو کے واسطے خاص انتظام تھا۔ دوپہر کے کھانے کا بھی دہلی کی جماعت نے انتظام کر رکھا تھا۔ دودھ اور چاء اور برف بھی تھی۔ بریلی شاہجہانپور کی جماعتیں اور قائم گنج کے عبد الغفار خاں صاحب بھی دہلی ہی کے سٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ علیگڈھ سے ڈاکٹر اقبال علی صاحب تشریف لائے تھے ؛

جناب مستری موسیٰ صاحب امرتسر سے مکرمی مستری حاجی محمد موسیٰ صاحب نے برف کا انتظام کیا۔ جو دہلی تک جاری رہا۔ اور خود بھی دہلی تک حضرت کے ہمرکاب تشریف لائے ؛

انگریزی اور عربی میں گفتگو ۱۳ر جولائی کی شام کو حضور نے ارشاد فرمایا۔ سب دوست باہم انگریزی میں باتیں کریں۔ انگریزی کے بعد عربی میں بھی اجازت تھی۔ یہ دور کلام انگریزی اور عربی کا بمبئی کے سٹیشن تک جاری رہا۔ حضرت صاحب سے لیکر خادم قادیانی تک سب انگریزی میں کلام کرتے تھے

نقصان راستہ میں خانصاحب ذو الفقار علی خانصاحب کی جیب سے ۱۰۰ کا ایک نوٹ دہلی سٹیشن پر پہونچنے سے پہلے گم ہوا۔ پھر چوہدری فتح محمد خانصاحب کی واسکٹ گم ہو گئی۔ اسکے بعد دو نوٹ ۱۰۰ ۱۰۰ کے خانصاحب ذو الفقار علی خاں صاحب کے گم ہو گئے۔ چوہدری فتح محمد خانصاحب کی واسکٹ میں صرف دو تین روپے تھے۔ اس کے سوا اللہ کے فضل سے باقی تمام قسم کا سامان بخیر و خوبی صحیح سلامت بمبئی پہنچ گیا۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ رب العالمین ؛

بمبئی میں ضروریات خریدنے میں مشکلات بمبئی میں ریل سے اترتے ہی ہمیں یہ اطلاع ملی۔ کہ جہاز علی الصبح روانہ ہو جائے گا۔ اس خبر کا اثر ہم سب پر تھا۔ کیونکہ اکثر سامان کی خرید و فروخت بمبئی کے لئے ملتوی کی گئی تھی۔ جو اب ناممکن تھی۔ بڑی محنت سے کام کیا گیا۔ ساری رات جاگتے جاگتے گذار دی۔ مگر کچھ نہ بنا اور اکثر حصہ ضروریات کا باقی رہ گیا۔ تمام سامان پر لیبل بھی نہ لگ سکے۔ مدراس سے اور کلکتہ سے کچھ لٹریچر آیا ہوا تھا۔ اس کے بکسوں کو نہ کھولا جا سکا۔ نہ کتابیں لی گئیں بلکہ سارے کے سارے بکس ساتھ اٹھا لئے گئے۔ اور بعض بکس بمبئی میں رہنے دیئے گئے۔ نہ معلوم کیا کچھ ساتھ لینا تھا۔ اور کیا کچھ لیا گیا۔ نہ معلوم کیا پیچھے چھوڑنا تھا اور کیا چھوڑا گیا۔ لنڈن پہونچ کر کھولنے پر ہی معلوم ہو گا۔ کہ کیا ہونا چاہیئے تھا۔ اور کیا ہوا۔

جہاز کی روانگی کے وقت دعا پہلے جب جہاز نے وسل دیا۔ تو حضور نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ اور دوستوں کو رخصت کرنے کی دعا فرمائی۔ دعا قدرے لمبی ہو گئی۔ جہاز کا وقت ہو گیا تھا۔ قلی جہاز کی سیڑھی اٹھانا چاہتے تھے۔ مگر جہاز کے کپتان نے مومنٹ مومنٹ کہکر ان قلیوں کو روکے رکھا۔ حتیٰ کہ دعا ختم ہو گئی اور جہاز کی سیڑھی اٹھائی گئی۔ جہاز کے روانہ ہونے پر بارش بھی آ گئی۔ پانی بھی برسا۔ حضور کے کپڑے بھی بھیگ گئے۔ مگر جب تک دوست نظر سے اوجھل نہ ہو گئے۔ حضور انہی کی طرف متوجہ رہے ؛

بھائی جی اور چوہدری صاحب کے متعلق اظہار خوشنودی وفد کی خبر گیری اور تیمارداری کی خدمت کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا ان دنوں اس سفر کے دوران میں بھائی جی اور چوہدری فتح محمد خانصاحب نے شیروں کا کام کیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

آم دینے والوں کیلئے دعا بعض احباب نے جو آم نذر کئے تھے۔ ان کی عمدگی اور خوش رنگی کی تعریف فرمائی۔ اور بار بار اللہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور دینے والوں کے واسطے خاص طور پر دعائیں کیں۔ اور دوستوں کو بھی دعا کے واسطے ارشاد فرمایا ؛

چلتے جہاز میں تار کا پہنچنا بمبئی میں بابو عبد الغنی صاحب کو

مولوی رحیم بخش صاحب بعض مقامات پر تار دینے کے لئے کہہ آئے تھے۔ جنہوں نے تعمیل کر کے ایک تار دیا۔ جو ہمیں تیسرے دن جہاز میں وائرلس ٹیلیگرافی (بے تار برقی) سے ملا۔ مضمون تار یہ تھا۔ کہ تمام احکام کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ یہ تار بھی عجائبات قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔ واذا الصحف نشرت کا وعدہ حضرت مسیح موعود کے لئے خاص کر تھا۔ اسکی تکمیل ہوتی دیکھکر خدا کے حضور سجدہ کرنے کو دل چاہتا تھا۔

ایک تار جو نہیں پہنچا

اسی دن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے ایک تار قادیان امیر جماعت کی خدمت میں بھجوایا گیا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ سمندر بہت ہی ناہموار ہے۔ تمام دوست سوائے بھائی جی اور سیال کے بیمار ہیں۔ حضرت کی طبیعت رو بصحت ہے (یہ تار نہیں ملا۔ ایڈیٹر)

بحری طوفان کی شدت

حالات کی شدت کا پتہ اس امر سے لگ سکتا ہے۔ کہ جہاز کے عملہ کا اکثر حصہ بیمار پڑ گیا۔ اور جہاز والوں کو ہم سے مدد کی درخواست کرنی پڑی۔ کھانا وغیرہ وقت سے بےوقت ملنے لگا اور ان کے ہسپتال کے کمرہ میں کوئی جگہ باقی نہ رہی۔ اور ان میں بھی گھبراہٹ کے آثار نظر آنے لگے۔

تار میں ایک شعر بھیجنے کا ارادہ

ہمارا جہاز پانی کے اوپر قریب ۲۰ فٹ کے بلند ہے۔ مگر بعض اوقات لہریں ایسی خطرناک حالت میں آتی تھیں۔ کہ جہاز کے اوپر ۲۰ فٹ اور بلند ہو جایا کرتی تھیں۔ حضور زیادہ تکلیف کی وجہ سے بالکل بالائی منزل میں تشریف رکھتے تھے دفعتہً ایک لہر ایسی اٹھی۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ آئی تھی۔ حضور کا تمام لباس بھیگ گیا۔ اور تمام جہاز اس لہر سے کانپ گیا۔ اور چند لمحہ کے واسطے جہاز ایسا نظر آتا تھا۔ کہ زیر آب ہو گیا ہے۔ الامان الحفیظ۔ حضور وہاں سے کمرہ میں تشریف لے آئے۔ اور باتوں باتوں میں فرمایا۔ جی چاہتا ہے کہ صرف یہ شعر ہی تار میں قادیان پہونچا دیا جائے۔ کہ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

مگر کسی خادم نے عرض کیا۔ حضور یہ شعر تار میں قادیان میں جا کر نہ معلوم کیا حالت پیدا کر دے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ اللہ پر توکل کیا جائے۔ اور جب حالت امن ہو جائے۔ تب وہاں اطلاع دی جائے۔ ایک تار پہلے جا چکا ہے۔ اس سے نہ معلوم وہاں کیا خوف و خطر پیدا ہوا ہو گا۔ اب اس مضمون سے اور بھی حالت نازک ہو جائیگی۔

نام کی تبدیلی

ایک مجلس میں حضور نے سب دوستوں کو جمع کر کے اعلان فرمایا۔ کہ آئندہ مولوی رحیم بخش کی بجائے ان کا نام عبدالرحیم درد ہوگا۔

جہاز میں آرام دہ جگہ

جہاز کا ایک حصہ جو ڈیک کے مسافروں کے لئے تھا واقفکار یہودیوں نے روکا ہوا تھا۔ جہاں وہ جوڑے جوڑے گدیلے بچھا کر لیٹے ہوئے تھے۔ صرف ایک آدمی کے سونے کی جگہ بمشکل اور تنگ و تاریک کنارہ ہمارے حصہ میں آیا۔ جہاں ہمارا سامان بھی نہ آسکا۔ مگر مصلحت الٰہی اور اس کے فضلوں نے ہمیں سب سے زیادہ آرام میں رکھا۔ وہ یہودی طوفانی حالت میں بھاگے بھاگے پھرتے رہے۔ امن اگرچہ ڈیک کے مسافروں کو ملا۔ تو وہ ہمارے ہی حصہ میں آیا۔ اور جس جگہ کو لوگوں نے ردی سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ وہی کام کی ثابت ہوئی۔ اور محفوظ مقام بن گیا۔

واپسی کے متعلق خیال

واپسی کے متعلق حضور نے باتوں باتوں میں ذکر فرمایا۔ کہ انشاء اللہ ۲۰ نومبر تک قادیان پہونچ جائینگے فرمایا پہلے سی سک بیماری تھی۔ اب ہوم سک شروع ہو گئی ہے۔ ہر وقت خیال قادیان ہی کا رہتا ہے۔ حضور کے دل میں قادیان اور جماعت قادیان کی جو محبت ہے۔ اس کا اندازہ حروف اور الفاظ کے ذریعہ نہیں لگایا جا سکتا۔ کچھ نقشہ اس کا حضور کے اس تار سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو حضور نے بمبئی سے روانگی سے قبل اپنے ہاتھ سے لکھکر حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کی معرفت جماعت کو پہونچایا۔ کیا ہی دردناک اور کیا ہی پیار سے بھرے ہوئے الفاظ ہیں۔ وہ سب حضور نے اپنے قلم سے لکھے تھے۔ جو خاصہ ایک مضمون تھا۔

شناخت میں گڑبڑ

ایک دن چودہری محمد شریف صاحب نے لائم جوس منگایا۔ جہاز کا خادم لیکر آیا۔ حضرت میاں شریف احمد صاحب تشریف فرما تھے ان کے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے تو منگایا نہیں چودہری محمد شریف صاحب نے منگایا ہوگا۔ یہ سن کر وہ بولا۔ کیا کروں آپ لوگوں میں سے ہر ایک کی ڈاڑھی ہے۔ پہچان تو ہوتی نہیں۔ گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا۔ تم لوگوں کی شناخت میں ہمیں ڈاڑھی نہ ہونے کے باعث گڑبڑ ہو جاتی ہے۔

احمدی اور غیر احمدی میں فرق

خان ذوالفقار علی خاں صاحب سے ایک اٹالین ڈاکٹر نے سلسلہ کی کتابیں لیکر پڑھیں۔ اور پوچھا احمدی اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ خانصاحب نے اس کا ذکر حضرت صاحب سے کرتے ہوئے کہا۔ میں نے یہ جواب دیا تھا۔ کہ ہم لوگ احمدی حضرت مسیح موعودؑ کو مانتے ہیں۔ اور دوسرے مسلمان نہیں مانتے۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ اس کا سوال تو بالکل معقول اور فطرت کے مطابق تھا۔ مگر آپ کا جواب کافی نہیں۔ آپ ایسے ملک کو جا رہے ہیں۔ جہاں کے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ بہت ہی باریک نظر رکھتے ہیں۔ اور کہ دلائل سے بات مانتے ہیں۔ آپ کو بھی چاہیئے۔ کہ اپنی گفتگو میں دلائل کو وہی رنگ دیں۔ اور ان کے مذاق اور عقل و فہم کے مطابق ان سے گفتگو کرنے کی عادت ڈالیں۔ تاکہ بات بے وقعت اور ہلکی اور بے اثر نہ ہو جائے۔ اگر آپ ڈاکٹر کو صرف یہی جواب دیتے۔ کہ ہم میں اور ہمارے غیروں میں یہ فرق ہے۔ کہ ہم لوگ مانتے ہیں۔ کہ الہام و وحی کا دروازہ ہمیشہ ہمیش کے لئے کھلا ہے۔ اور وہ لوگ اس کے خلاف یہ مانتے ہیں۔ کہ الہام کا دروازہ اب بالکل بند ہے۔ پھر ہم اپنے عقیدہ کے مطابق یقین رکھتے ہیں۔ کہ اس زمانہ میں بھی ایک بڑا ریفارمر آیا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود تھے۔ اور وہ لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ تو اس طریق جواب سے اس کو ایک عظیم الشان فرق بھی نظر آجاتا۔ اور بات کی اہمیت بھی اس کے دل میں پیدا ہو جاتی۔ اور حضرت مسیح موعود کا وجود بھی پیش ہو جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یورپ کے متعلق قابل فکر بات

حضور نے بیان فرمایا۔ کہ یورپ کے متعلق مجھے اس بات کا خطرہ اور فکر نہیں ہے۔ کہ اس کا مذہب کیونکر فتح کیا جائے گا۔ مذہب کے متعلق تو مجھے یقین ہے۔ کہ عیسائیت اسلام کے سامنے جلد تر سرنگوں ہو گی۔ مجھے اگر فکر ہے۔ تو صرف یہ ہے۔ کہ یورپ کا تمدن اور یورپ کی ترقی اور دماغی ترقی کا کیونکر مقابلہ کیا جائے۔ یہی دو باتیں ایسی ہیں۔ جن پر غور و فکر کرتے ہوئے میں راتیں گذار دیتا ہوں اور گھنٹوں اسی سوچ میں پڑا رہتا ہوں۔ ان اقوام کا یہ اصول ہے۔ کہ تمام وہ چیزیں جو ترقی کرنے والی قوم کے راستہ میں روک ہوں۔ ان کو ہٹا دیا جائے۔ اور اس کے واسطے اکثر انہوں نے سینکڑوں نہیں بعض اوقات ہزاروں جانوں کو بھی ضائع کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ وہ کہا کرتے ہیں۔ کہ اگر جنگلی جھاڑیوں کو کاٹ کر ان کی بجائے پھل دار اور پھول پیدا کرنے والے درخت لگا دیئے جائیں۔ تو کیا حرج ہے۔ اور کسی کو کیا اعتراض ہے۔ اس اصل کے ماتحت ان لوگوں نے بعض جگہ عورتوں اور بچوں تک کے قتل سے دریغ نہیں کیا۔

انگریزی لباس سے نفرت اسی سلسلہ کلام میں فرمایا۔ کہ انگریزی لباس سے مجھے سخت چڑ ہے۔ اگر ہمارے بچوں میں سے کوئی پتلون اور ہیٹ کا استعمال کرے۔ تو اس کو سزا دینی چاہیئے۔

فرمایا۔ جس قوم کے پاس لباس بھی اپنا نہیں۔ اور دوسرے کے لباس کو اپنے لباس سے اچھا سمجھ کر اسے اختیار کر لینا چاہتی ہے۔ اس قوم نے اس کا مقابلہ کیا کرنا ہے۔

فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کی آنکھ کھلتے ہی اس اصل کو معلوم کر لیا تھا۔ آپ نے دیکھا۔ کہ چونکہ اب عرب قوم خواب غفلت سے جاگی ہے۔ ترقی کا خیال اس کے دل میں موجزن ہے سبادا یہ رومیوں اور نصرانیوں کی ترقیات کے سامنے سرنگوں ہو کر انہی کے طرز کو پسند کرے۔ اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ خالفوا الیہود والنصارٰی۔ الخ اور من تشبہ بقوم فھو منھم۔ اور حقیقت یہی ہے۔ کہ جو کسی قوم کے لباس کو اور تمدن کو قبول کر لیتا ہے۔ وہ دل سے انہی میں سے ہوتا ہے۔ کیونکہ دل اس کا ان کی عظمت اور بڑائی کا قائل ہو چکا ہوتا ہے ؛

باجماعت نمازیں ۱۲ر جولائی ۱۹۲۴ء کو حضور نے ۲ نمازیں باجماعت ادا کرائیں۔ اور آج صبح کی نماز ہم لوگوں نے باجماعت کھڑے ہو کر ادا کی۔ یہ پہلی نماز ہے۔ جو اس جہاز میں کھڑے ہو کر ادا کی گئی ؛

بحری بیماری سے بچاؤ اس سفر میں اللہ کریم نے مجھے خاص طور پر بحری حملہ سے محفوظ رکھا۔ اور یہ محض اس کا فضل ہے۔ ورنہ میں حقیقتاً بہت کمزور تھا۔ اور مجھے اپنی طبیعت کے متعلق بہت اندیشہ تھا۔ خدا کے فضلوں کے ساتھ ساتھ میں نے غور کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بچپن میں جھولا جھولنے کی عادی طبائع بھی بحری سک سے محفوظ رہتی ہیں۔ اور بچپن کی اس عادت کا اثر بھی اس بچاؤ میں گو نہ مددگار ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر بچوں کو جھولا جھولنے کا عادی بنایا جائے۔ تو انشاءاللہ مفید ہوگا ؛

تعمیر مسجد کے لئے مستریوں کی ضرورت

لاہور میں احمدیہ مسجد بنانے کیلئے ہمیں چند احمدی کاریگروں اور مزدوروں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے گھر سے کھائیں۔ اور خدا کا گھر بنائیں۔ اپنی عمر میں مزدوری اور اجرت کے کام تو انہوں نے بہت کئے ہونگے لیکن اتنی بڑی اجرت اور مزدوری پر سوائے کسی خوش نصیب کے کسی کو کم موقع ملا ہوگا۔ کو جو کچھ بھی ہم بطور اجرت کے نہیں۔ بلکہ بطور ضرورت کے دے سکیں خوشی سے قبول کر لیں۔ جن کو منظور ہو۔ وہ اسی پتہ پر فوراً اطلاع دیں۔ لاہور آنے کی تاریخ سے بعد میں اطلاع دی جائیگی۔ والسلام ؛

حکیم محمد حسین قریشی۔ قریشی بلڈنگز حویلی کابلی مل۔ لاہور۔

پیغام کی الٹی سمجھ

مختلف جماعتہائے احمدیہ کیطرف سے پھٹکار پا پا کر پیغام کا دماغ چکرا گیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ اس طرح تو ہر مذہب والے کو حق پہنچتا ہے۔ کہ ریزولیشن پاس کرے کہ جو کچھ ہماری کتاب میں ہے۔ وہ سچ ہے۔ کوئی ہے جو اس ادارت پیغام کی کرسی توڑنے والے حیوان ضاحک کو سمجھائے۔ مگر آہ! وہ کیا سمجھ گا جبکہ عقل و فہم خدا ہی کی دین سے ملتا ہے۔ یہ کوئی بازار میں بکنے والی چیز نہیں۔ کہ اگر کوئی مذہب کے عقائد کی بات تم لکھتے تو ضرور صرف دلائل ہی سے جواب دیا جاتا۔ مگر یہ تو تم نے جماعت پر پیر پرستی کا الزام لگایا ہے۔ اور یہ لکھا ہے۔ کہ خلیفہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ جماعت کو کچھ خبر نہیں۔ سو جماعت اس باطل کی چندیا پر جوتے رسید کر کے اسے سمجھا رہی ہے۔ کہ سنو! خلیفہ نے ہم سے مشورہ لیا۔ اور ہم نے آزادی سے اپنی آرا دیں۔ اور وہ باوجود بہت سی مشکلات کے ہماری گذارش کے مطابق اس سفر یورپ کو روانہ ہوا۔ اور اپنے اخراجات نہایت فیاضی و ایثار سے اپنے ذمے لئے۔ باقی اخراجات جماعت احمدیہ کے ہیں۔ سو روپے ہماری۔ مال ہمارا۔ کام ہمارا۔ جو بیرونی شخص اس پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ پاگل ہے۔ اور اسے کوئی حق نہیں۔ چنانچہ خود تمہارا امیر بول اٹھا ہے۔ کہ ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں۔ پس جس چیز کا تمہیں حق نہیں۔ اس پر ژاژ خائی بے سود۔ اس سفر کے اعتراض اس قدر اہم ہیں۔ کہ وہ تم تو کیا چیز ہو۔ تمہارے امیر اور تمہارے خواجہ کے ذہن میں بھی نہیں آ سکتے۔ اس کے لئے الفضل ۱۶ میں ہمارے امام کی چٹھی ملاحظہ کرو۔ اور شرم سے ڈوب مرو۔ باقی تمہارے اعتراضوں کے جواب الفضل کے لیڈر میں مدلل دئے جا چکے ہیں۔

سماٹری طلباء پر اتہام ناروا

احباب کو معلوم ہے۔ کہ سماٹرہ کے طلباء مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پا رہے ہیں۔ تبلیغ ہند کے انچارج میرے دوست راجہ محمد منظور الٰہی صاحب اپنی ناکامیوں کے پیہم صدمات سے ایسے برافروختہ ہو گئے ہیں۔ کہ وہ اپنا غصہ ان شریف طلباء پر نکالنا چاہتے ہیں۔

پہلے بھی تو ہم پر الزام لگایا ہے کہ گویا ہم پیغام بلڈنگس سے انہیں نکال لائے۔ سچ ہے کہ یہ بہتان عظیم

میں اپنے معزز دوست کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ سماٹری طلباء اپنی مرضی اپنی خواہش سے آئے ہیں۔ چنانچہ بغیر کسی تحریک کے انہوں نے ایک لمبا چوڑا مضمون الفضل میں چھپنے کے لئے دیا ہے۔

جس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان میں پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ اور ہرگز انگریزی ترجمہ قرآن وغیرہ کو پڑھ سن کر نہیں آئے۔ اور نہ بھیجے گئے۔ لکھنؤ میں ہمارا جی نہ لگا۔ اس لئے لاہور آ گئے۔ یہاں حمایت اسلام سے پیغام بلڈنگس میں پہنچے۔ حضرت مسیح موعود کی کتب کے مطالعہ سے ہمیں شوق ہوا۔ کہ اس مسیح کا دار دیکھیں۔ اور اس کے بیٹے کی زیارت سے مشرف ہوں۔ جسے حضور نے اپنا جانشین فرمایا۔ چنانچہ ہم نے اپنے استاد کو اس ارادہ سے اطلاع دی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جلدی نہ کرو۔ اور تحقیق کر لو۔ چنانچہ کچھ مدت کے بعد ہم نے عرض کیا۔ کہ ہم نے خوب سمجھ سوچ لیا۔ ہم شوق کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ اور ان پیغامی عقائد سے نفور۔ (یہ خطوط عربی میں بعینہٖ و اصلہ موجود ہیں) اس پر ہم چلے آئے ؛

نہ کسی انڈر گریجوایٹ نے ہمیں بہکایا۔ نہ کسی نے سبز باغ دکھایا۔

پھر راجہ صاحب نے اتہام دیا ہے۔ کہ جاوی لڑکوں کو بہکانے کے لئے سماٹریوں کو بھیجا گیا۔

اس کے لئے سماٹری طلباء حلف اٹھاتے ہیں۔ کہ ہم نے ہرگز ان کو نہیں بہکانا چاہا۔ ہم محض محبت وطن کی وجہ سے ان کو ملنے گئے۔ اور ہم نے ہرگز ان کو ترغیب نہیں دی کہ تم قادیان چل کے پڑھو۔

تیسرا الزام راجہ صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ سماٹری طلباء نے جاویوں کے متعلق ایک شکایت لکھ کر ڈچ کونسل کو بھیج دی۔ سماٹری طلباء اس اتہام سے قطعاً انکاری ہیں اور وہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہمارا دامن اس سے بالکل پاک ہے۔ ہم نے کوئی تحریر ڈچ کونسل کو نہیں لکھی۔ اگر لکھی ہے۔ تو ثبوت پیش کرو۔ جس طالب علم کا سماٹریوں میں سے لکھا ہوا ہے۔ اس کا نام لو۔ اور جب آپ جانتے ہیں۔ تو پھر چھپاتے کیوں ہیں۔ اخیر میں راجہ صاحب کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ ہم ایسی حرکات کے مرتکب نہیں۔ اور آپ کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ سماٹری طلباء پر ایک کوڑی تک خرچ ہو رہی ہے۔ وہ کچھ ماہوار تو نہیں دیتے۔ جس کا آپ کو افسوس ہو رہا ہے۔ اکمل۔ قادیان ؛

ناطہ کی ضرورت

ایک جوان کشمیری قوم کی لڑکی کے لئے ایک نوجوان کشمیری قوم کے احمدی لڑکے کی ضرورت ہے۔ آدمی نیک مخلص احمدی ہونے کے علاوہ برسر روزگار ہو۔ چاہے ملازم ہو یا تجارت پیشہ ہو۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔ لاہور یا اس کے اضلاع کے لڑکے کو ترجیح دی جاوے گی؛

پتہ:۔ نواں لاہور۔ ڈاکخانہ کوٹ رام چند ضلع لائلپور
منشی حسین بخش پٹواری۔ احمدی

مختصر ضروری خبریں

پیر مہر علی صاحب کا تھیٹر میں زمیندار کا ایک خاص رپورٹر لکھتا ہے۔ میں ۱۶ جولائی کی شام کو نیو الفرڈ کمپنی کا مشہور کھیل جیلتا پرزہ دیکھنے کے لئے تھیٹر میں گیا۔ جہاں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے لڑکے کو مع چند بارلیش اور بے ریش معتقدین کے جگھٹے میں درجہ اوّل میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ تماشہ ختم ہونے پر یہ حضرات اٹھے۔ اور کمپنی کے کارپردازوں کی اجازت سے تھیٹر کے پردوں کے پیچھے چلے گئے۔ جہاں ایکٹر بناؤ سنگار کیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد راز درون پردہ معلوم نہیں۔

(زمیندار ۱۷ اگست)

حکومت بنگال کا اعلان خفیہ انجمن کے متعلق حکومت بنگال نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص کسی ایسے شخص کے متعلق معلومات بہم پہنچائے گا۔ جو اس اعلان کی طباعت و اشاعت کا ذمہ دار ہو جس پر صدر باجلاس مجلس بنگال "سرخ" کے دستخط ہیں۔ اور جسے حکومت بنگال نے اپنے اعلان مجریہ ۲۸ جولائی کے رو سے قابل ضبطی قرار دیا ہے۔ اس شخص کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ٭

سیلاب سے موپلوں کی تباہی مالا بار کی حالت سیلاب سے بہت تشویش افزا ہو رہی ہے۔ کلکٹر کا بیان ہے۔ کہ پچاس ہزار مکان تباہ ہو چکے ہیں

جی آئی پی ریلوے کے کرایہ میں تخفیف جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے آفیسروں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم اکتوبر سے اوّل اور دوم درجہ کے مسافروں کا کرایہ گھٹا دیا جائے ٭

ایڈیٹر گرو گنٹھال کا فرار لاہور کے مشہور بدزبان اخبار گرو گنٹھال کے دفتر کی پولیس نے تلاشی لی۔ اور چند پرچے قبضہ میں کئے۔ ایڈیٹر مفرور ہے پولیس تلاش میں ہے ٭

نیلگری پہاڑ میں زلزلہ نیلگری پربت میں دیرا ہولا کے مقام پر زلزلہ آیا۔ جس سے چالیس ایکڑ زمین پھٹ گئی ہے۔ تحصیلدار نے پچاس گاؤں کے نقصان کی اطلاع دی ہے۔

مسٹر کیلکر پر جرمانہ مسٹر این سی کیلکر پر توہین عدالت کا جرم عائد کر کے پانچ ہزار روپیہ جرمانہ اور دو سو روپیہ مصارف عدالت ادا کرنے کی سزا دی گئی ٭

مہاراجہ ٹراونکو کی وفات مہاراجہ ٹراونکور ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہو گئے ٭

دریائے سندھ میں طغیانی معلوم ہوا ہے۔ کہ سخت بارش اور دریائے سندھ کی طغیانی کی وجہ سے کئی گاؤں غرقاب ہو گئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بالائی سندھ میں چاول کی فصل کو نقصان پہونچا ہے۔

گورنر پنجاب شملہ میں ہز ایکسلنسی سر میلکم ہیلے پنجاب کے بعض مقامات کا دورہ کر کے شملہ پہونچ گئے ہیں ٭

وائسرائے کا عطیہ وائسرائے نے جنوبی مدراس کے مصیبت زدگان سیلاب کے لئے ایک ہزار روپیہ مرحمت فرمایا ہے ٭

ایک مشہور ہیڈ ماسٹر کا انتقال وزیر آباد کے جوبلی سکول کے مشہور ہیڈ ماسٹر لالہ رشی رام کا ۹ اگست کو انتقال ہو گیا ٭

ایڈیٹر زمیندار کو فہمائش ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایڈیٹر زمیندار کو خوست کے متعلق غلط خبر شائع کرنے پر تنبیہ کی۔ اور کہا۔ اس بار تو فہمائش پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر آئندہ اس قسم کی تحریر شائع ہوئی۔ تو گورنمنٹ کارروائی کرنے پر مجبور ہو گی ٭

تارکیشور میں شرمناک کارروائیاں مہاشہ پرمانما شرن بی۔ اے سابق ایڈیٹر تیج نے اخبارات میں ایک تار چھپوایا ہے۔ جس کا ملخص یہ ہے۔ کہ جو عورتیں وہاں ستیہ آگرہ کرتی ہیں۔ وہ تقریباً سب کی سب رنڈیاں ہیں ایک والنٹیر نے بتلایا۔ کہ ہم چھ رنڈیوں کے مکان پر گئے۔ جو شرمناک پیشہ کرتی ہیں اور کہتی ہیں۔ کہ ستیہ آگرہ کرنے والے مرد رات کو ہمارے پاس آتے ہیں۔ اور ہم نے ایک والنٹیر کو ایک رنڈی کے مکان پر بدفعلی کرتے ہوئے پکڑا۔ ایک رنڈی نے ہم سے کہا۔ کہ ہم تو یہ پیشہ چھوڑ دینا چاہتی ہیں۔ لیکن والنٹیر ہمیں اپنی خاطر مجبور کرتے ہیں۔ ایک والنٹیر خلاف اخلاق مقصد کے لئے ایک ستیہ گرہی عورت کو اپنے گھر لے جا رہا تھا۔ کہ دوسرے والنٹیر نے اسے زدوکوب کیا۔ اس واقعہ کی رپورٹ تھانہ میں درج ہے ٭

سید حضرت موہانی کی رہائی سید حضرت موہانی ۱۲ اگست یرودہ جیل سے بمبئی لا کر رہا کر دیئے گئے۔ جو اسی وقت کانپور روانہ ہو گئے۔ ایک ملاقات میں انہوں نے کہا۔ چرخہ محض تضیع اوقات ہے ٭

اذان کی ممانعت معاصر تبلیغ رقمطراز ہے۔ نیم وار کے راجہ نے اپنے علاقہ میں بغیر منصفانہ حکم صادر کیا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی مسجد میں اذان نہ دے اس مسلم آزار حکم کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ مسجدیں بند پڑی ہیں ٭

گورنر صوبہ متوسط کی بیٹی اور داماد کی خودکشی لنڈن ۸ اگست کپتان گڈیر اور اس کی بیوی ہندوستان کو روانہ ہونے والے تھے۔ کہ آج انہوں نے یکے بعد دیگرے ریوالوروں کے ذریعہ خودکشی کر لی۔ پولیس کی تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کی طرز معاشرت نہایت مسرفانہ تھی۔ کپتان کی بیوی سر فرینک سلائی گورنر صوبہ متوسط کی بیٹی تھی ٭

معدنیات افغانستان لنڈن ۸ اگست اس خبر نے بڑی دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ کہ اینگلو اسٹریلین کمپنی کے ماتحت ایک مجلس متجسس قائم کی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ افغانستان میں جو سونے اور دیگر معدنیات کی کانیں ہیں۔ ان کا سراغ نکالے ٭

برطانی مُردوں کے لئے جرمنی میں قبرستان ٹائمز کا وقائع نگار متعینہ برلن رقمطراز ہے۔ کہ برطانی حکومت نے برطانی مردوں کو خاص قبرستان میں دفن کرنے کے لئے جرمنی کے متعدد اضلاع میں قطعات زمین خرید کئے ہیں ٭

شاہ حجاز اور برطانی معاہدہ قاہرہ ۱۱ اگست شاہ حسین والی حجاز نے برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ عہد نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا ٭

ٹرکی میں جدید قانون ازدواج لنڈن ۱۱ اگست قسطنطنیہ کی اس کمیشن نے جو قانونی اصلاحات کی تحقیقات کر رہی تھی۔ "قانون حقوق خاندان" کے متعلق حسب ذیل سفارشات کی ہیں" ازدواج میں مناکحت احدی اصول مدنظر رکھنا لازمی ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص دوسری شادی کرنا چاہے۔ تو اس کو ہرگز اجازت نہ ہو گی۔ تاوقتیکہ وہ ازدواج ثانی کی ضرورت ثابت نہ کر دے۔ اور یہ بھی ثابت نہ کر دے کہ وہ دونوں بیویوں کے درمیان عدل کر سکے گا۔ علاوہ ازیں اس کو قاضی کے اجازت نامہ کی ضرورت بھی پڑے گی ٭

شیخ شاویش کی رہائی اسکندریہ ۱۳ اگست شیخ شاویش کو جسے زغلول پاشا کے حملہ ہونے کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا تھا۔ رہا کر دیا گیا ہے ٭

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)